رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD. NO. A.783



مفید نہو تو قیمت واپس

جوبن لقمانی [illegible] جاتی ہے جو جوانی کہتی ہے [illegible] جاتی ہے کسے [illegible]

ایسی حالت میں [illegible] گولیاں [illegible] لطف شباب [illegible] ہی جاتا ہے [illegible] کمزوری [illegible] محسوس ہوگی بلکہ دل و دماغ اور خاص [illegible] کے لیے نعمت بے بہا ہے۔ [illegible]

روغن لقمانی [illegible] لطف [illegible] کیا کہوں [illegible] [illegible] نہیں

یہ روغن حقیقتاً حاصل لطف شباب ہے [illegible] مرتبہ کے استعمال کرنے سے [illegible] حالت ہوتی ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی ہے [illegible] جو شخص [illegible] ہے۔

قیمت [illegible] شیشی [illegible] روپیہ [illegible]

طلاء عجیب وہ تمام [illegible] شباب کی [illegible] پیدا ہوتی ہیں جنکو مریض خود بخوبی جانتا ہے اون کیلئے یہ طلاء استعمال کیجئے [illegible] مختصر سی مدت میں [illegible] پیدا کرکے [illegible] قوت سے [illegible] قیمت [illegible] شیشی [illegible] استعمال کرنیوالے [illegible]

طلسمی گولیاں [illegible]

[illegible]

منگانے کا پتہ [illegible] دواخانہ [illegible] لکھنؤ

فائدہ نہو تو قیمت واپس

طلاء ممسک ایک [illegible] ممسک طلاء [illegible] قوت پیدا ہوتی ہے [illegible] ہوتی ہے [illegible] [illegible] قیمت [illegible] شیشی [illegible] علاوہ محصول

روغن طلائی [illegible] استعمال کرکے [illegible] [illegible] قیمت [illegible] شیشی [illegible] روپیہ علاوہ محصول

حبوب ممسک ایک گولی کھاکر [illegible] لطف [illegible] [illegible] قیمت [illegible] روپیہ علاوہ محصول [illegible]

نوٹ۔ [illegible] قیمت کی شرط ہے۔

عین الشفا میڈیکل ہال لکھنؤ

گھوڑ چڑھی

[illegible]

اکسیر جریان [illegible]

[illegible]

طلائے نادر [illegible]

[illegible]

نمبر دار المجربات متصل [illegible] لکھنؤ

سفوف مراد

ہر قسم کی ناطاقتی، کمزوری، سستی اور جریان کا بہترین علاج

[illegible]

طلاء [illegible] [illegible]

حبوب [illegible] [illegible]

روغن [illegible] [illegible]

حبوب [illegible] [illegible]

اکسیر دمہ [illegible]

حب [illegible] [illegible]

سفوف مراد [illegible] اردو ریلوے گائیڈ [illegible]

قاضی مقبول احمد اینڈ کمپنی لاہور

جلد ۱۲ نمبر ۶

مضامین غیر

(جمعہ ۱۰ فروری ۱۹۲۷ء)

غزل شہر آشوب

(از پنڈت ہندی ندیم)

بتائے تیری ہی انجیل و شد و وید و قرآن ہیں
خدایا اگلے پیرو کیسلئے دست و گریبان ہیں

سناتن دھرم والے ہیں کہیں ہیں مسلمان ہیں
اصول ان سب مذہبوں کے اگر دیکھو تو یکسان ہیں

پکس مذہب میں لکھا ہے کہ روز ایک بلوہ کا
مدد ہے حق میں وہ جو ایسے کرتوت پہ نازان ہیں

سو ایسی پھوٹ ہوئی خود ہمارے بڑی بڑی خود
گئے گذرے ہیں جو مذہب پہ وہ کسے بے جنون ہیں

جنون فتنہ سلمان نے بنا دی سب کی یہ حالت
کبھی دامان کی شامت ہے کبھی گئے گریبان ہیں

ہمارا ایک کو سیکڑون کہتے ہیں قتل کرتے
برا پنے بھائیون کا خون بہائیں کیسے انسان ہیں

یہ سمجھیں ہر طرح جانا کہ ایسی عداوت ہے
کریں اک دوسرے کو نیست کر دینے کی کوشان ہیں

ہمیں بیکار سمجھتے ہیں ہیں یہ وہ تو بتے دیتے ہیں
ہمارے دشمن جان سیکڑون شکل میں پنہان ہیں

نہیں جب ہے اس شے کو ہم کہتے ہیں خود
ہماری عقل وہ نقش بر تمام اغیار زندان ہیں

سمجھتے ہی نہیں نا عاقبت اندیش ہیں ایسے
کہ وہ مشکل میں پڑ جائینگے جو کام آج آسان ہیں

بروز حشر دکھلائینگے کیونکر یہ خدا کو منہ
جو اپنے بھائیون کے مذہب و عزت کے خواہان ہیں

ہمارے پیشواؤن نے بنایا لیڈری پیشہ
بہت سے ان میں سوتی ہیں جو گھر بیٹھے نگہبان ہیں

گئے یہ ہوا دیتے ہیں ذرا کہ اپنی قوم و ملت پہ
عجب ہی کی دلیلیں اور نرالے انکے برہان ہیں

مبت مجبور ہیں وہ جو پیشوا ہونگا ہر ساعت
بہک جاتے ہیں بہکانے سے جب مشغول انسان ہیں

یہی خواہش ہے تمام ہر ایک پارٹی کو کہ
یہی وہ بات فکر میں جس میں شب بیتان ہیں

جو غرض ہے سے ہیں بچے پیشوا کے ملک و ملت ہی
تو وہ مجبور ہیں اور حالت ملکی پہ گریان ہیں

مصیبت کے گرانے والے اہل ملک ہیں اپنے
بہت سے بند وزر ہیں بہت سے ابن شیطان ہیں

جنھون نے خانہ جنگی کا سبب پھیرا تھا
خدا کا شکر ہے وہ شکل میں نمایان ہیں

خوشی ان تحری شاید کہ قسمت میں نہیں اپنی
ہماری کوششون کے سب نتائج اس جلوہ میں

وطن کو ہر طرح لٹنے دو مگر مجھے نہیں شاید
جسی تو ہر طرف آثار بدبختی نمایان ہیں

ہمارے دوست جو بنتے ہیں انکے جگر [illegible]
گلا تو کاٹتے ہیں یہ جب کے ظاہر میں ثنا خوان ہیں

ہمیں صورت نہیں دکھلاتی دیتی کامیابی کی
تو اسکی وجہ یہ ہے دوست ہی تو دشمن جان ہیں

ہر ایک کی موج ہے اور جان شیرین اسکو پیاری ہے
جو کھیلیں جیتے جیون کو آجکل ایسے سلیمان ہیں

وہ اپنے بدگمان ہے اور مایوس ہوا تھے
اسی سے دو نوجوان مبتلائے موج طوفان ہیں

یہ سب کے سب ہیں ہندی اور دشمن ہیں ہندی کے
کوئی کرتی کوئی عذر کی کتاب ہے نقصان ہیں

ہمارے ملک میں آباد ہیں دنیا کی جو قومیں
کہ ہے شامل انہی سے بنگ و عرب افغان ہیں

نہیں کیون ایک ہو جاتے یکدل ہو کر نہیں رہتے
مگر کیونکر کہ کینہ دشمنی سے سب گریزان ہیں

جسے دیکھو وہی ہے الگ خدائی فوجداروں ہیں
نہیں پہچانتے دنیا کے سبب دل ایمان میں

یہ سب اعضا ہیں ہندی قوم کے جسم بیمار کے
[illegible]

سمجھتے ہی نہیں کس طرح سمجھائے کوئی ان کو
وہ خارستان ہیں جو ان کی نگاہوں میں گلستان ہیں

سنا ہے آجکل ہندوستان ہم شکل جنت ہے
یہ کیسی ہے بہشت اور آہ کیسے حور و غلمان ہیں

جو کرتے ہیں [illegible]
نہیں معلوم وہ ہیں [illegible] قسم [illegible]

گیا تھا ہاتھ عالمگیر کا اک روز [illegible] تک
ہوئی شہرت دکن کی فتح [illegible]

ضمانت میں [illegible]
تقدیر کا مقدر تھا جو ہم سب کی ناکامی ہیں

خدا دکھلائے وہ دن آئے کہ ہم سب ایک ہو جائیں
یہ کیسی عقل ہے [illegible] دوسرے ہی سے [illegible]

نفاق اور بیر دونوں کہ تو سچ ایک [illegible]
ہم یہ خود [illegible] کہیں ہم سب پشیمان ہیں

حماقت اور جہالت خود سری سب چھوڑنا ہو گی
ندیم اسکو نہ چھوڑیں گے تو بدبختی کے سامان ہیں

قانونی کونسل کی ذکاوت حس

"کشف حدسی کا کھیل"

نمبر ۲

(مختصر ۴ فروری ۱۹۲۷ء)

اینجانب رشوت خواری کو حرامزادگی کے ذیل میں داخل نہیں کرتے اسلئے کہ رشوت صرف بے ایمانی کی اجرت ہے وہ حرام زادہ اور حلال زادہ نہیں دیکھتی۔ وہ تو ایمان کی گاہک ہے۔ لیکن رشوت سے کے حرامزادگی کا ارتکاب حلال زادوں سے بھی ممکن ہے۔ خلا یہی مقدمہ ہے۔ فرض کیجئے کہ ریئس وکیل صاحب نے منصف یا جج صاحب کو گانٹھ لیا۔ حرفی مورث کی منکوحہ ثانیہ ایک نادار بے مددگار بیوہ ہے جائداد پر ندر ہو اسکی اولاد قابض ہے یہ بیچاری وکیل کی فیس گواہون کی خوراک اور [illegible] صاحب کا نذرانہ مہیا نہیں کر سکتی۔ ڈولی پر چڑھ کے نابالغ بچی کی ہمراہ بچون کے ساتھ کچہری میں حاضری دیتی ہے تاکہ پیروی نہ کرنے کے عوض مقدمہ ڈسمس نہ ہو جائے۔ کچہری کی گٹ پٹ اسکی سمجھ میں نہیں آتی وہ کہتی ہے کہ "حضور یہ ہوا ایک بالکل جھوٹا ہے میرا اسکا کبھی نکاح نہیں ہوا کہئے تو قرآن اٹھا لوں" حاکم صاحب کا یہ فرض تو نہیں ہے کہ مدعیہ یا مدعا علیہا کی طرف سے وکالت فرمائیں مگر انکے امکان میں یہ ضرور ہے کہ مصنوعی گواہون سے جرح کر کے اونکا کذب معلوم فرمائیں۔ اب فرض کیجئے کہ انھون نے اس جانب سے عمداً غفلت فرمائی۔ نفس نے کئی مرتبہ بیوہ کی سچائی بطریق کشف حدسی ذہن عالی پر عیان کی پھر بھی ٹال گئے۔ اور فیصلہ حق میں ان خدائی خوارون کے صادر فرما دیا۔ تو یہ ڈلیبریٹ ریسکلٹی ہوئی یا نہیں؟

یا گواہوں کے بیان میں منطقی ستم کی طرف سے جو ترمیم فرمائی بلکہ بعض فقرے جو گواہی کی اشٹی میں چھید کرنے والے تھے وہ لکھے ہی نہیں تو یہ ڈلیبریٹ رسیکلتی ہوئی یا نہیں؟

یا فرض کیجیے کہ ایک وکیل صاحب مدعا علیہ کے پیروکار تھے دو چار ماہ کے بعد منصفی کا منصب وہ ملنے کے باعث انھیں وکیل صاحب کو مل گیا۔ اور وہی مقدمہ آپ کے اجلاس پر آیا جسکا مدعا علیہ آپ کا موکل تھا اب آپ دیدہ و دانستہ مدعی کے مطالبات میں ڈھیل ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ مدعا علیہ پر ڈگری جاری نہیں ہونے دیتے مہلت پر مہلت اطلاعنامہ پر اطلاعنامہ جاری کرتے ہیں۔ صاحب وجہ بتاؤ کر تم پر ڈگری جلد ہی کیوں نہ کیجائے۔ مدعی سے کہتے ہیں کہ بھئی تم بہت زیادتی کرتے ہو۔ تمھیں اپنے مطالبے میں آدھی حق تلفی کر لی جائے۔ مدعا علیہ بیچارہ سخت مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے اسے چھ مہینے کی مہلت دے دو۔ مدعی عرض کرتا ہے کہ خداوند میرا آدھا روپیہ تو پہلے ہی مدعا علیہ نے زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ خداوند میں ... مہلت کہاں تک دوں ... ہوچکا ہے۔ کئی برس ... ڈگری ... کچہری کے ... اجرائے ڈگری ... مدعا علیہ ... آمدنی وصول ... اسکے علاوہ ... ہوا رکھا ہے۔ میں غریب آدمی ہوں ... کی پہلی پیشی پر ... پیشی پانچ ماہ بعد ڈالی گئی۔ دوسری پیشی پر حضور نے اطلاعنامہ بھیجا اور ... کی تاریخ ... کے بعد آج آئی ہے۔

منصف: تو کیا مہلت نہیں دو گے؟

مدعی: ... کا ... میں ... صاحب ... نہیں ...

اور تحریر اجرا کے ظاہر کرنے کے لیے تین ماہ بعد کی تاریخ ڈال دیجیے۔ آپ جانتے ہیں اس طرف کام کی بہت کثرت ہے۔ ان چھوٹے چھوٹے مقدموں کی طرف ... کو مطلق مہلت نہیں۔

مدعی: خداوند میں مرا۔ ... بے موت مرا۔

منصف: کیا ایک ہی لگی ہے۔ تمھاری

منصف: بہتر ہے۔ مدعا علیہ کا پیروکار حاضر نہیں ہے تمھیں یکطرفہ ڈگری دی جاتی ہے یکطرفہ ثبوت پیش کردو۔

مدعی: بیان حلفی حاضر ہے۔ اور تجویز کی نقل بھی پیش کرتا ہوں۔

منصف: اچھا بیٹھو صاحب ڈگری جاری کردیجیے۔ درخواست منظور تو کرلی۔ اب کیا پاپڑ بیلو۔ کوئی ہے؟

چپراسی: حاضر۔

منصف: ان کو باہر نکال دو۔ دوسری مسل اٹھاؤ۔ آواز دو جو مدعی نام ... کا کوئی حاضر ہے؟

مدعی غریب نکال باہر کیا گیا۔ اتنے میں مدعا علیہ کا مختار آیا اور سلام کیا۔

منصف: بھئی آج بہت دیر لگادی۔ ڈگری تو جاری کردی مگر تین مہینے کی مہلت دے دی ہے۔ اپیل دے دو اور قرقی کے وارنٹ روک لو۔ تم جانتے ہو یہ تو کچہری ہے۔ دینے دلانے سے بہت کام بن جاتے ہیں۔ سمجھے۔

جناب چنتامنی بتائیں کہ یہ ڈلیبرٹ ریسکلتی ہے یا نہیں؟ ہمیں تو یہانتک علم ہے کہ حاکم صاحب نے کسی سعی سفارش سے مدعی کو بعض مقدموں کی ڈگری دی اور بعد ضعیف استدلال پر تجویز لکھدی توبھی دلیلوں سے فورش نہ کیا گیا۔ چپکے سے مدعا علیہ کے کان میں کہہ دیا۔ اپیل ضرور کرنا تمھیں جیتو گے۔ مدعا علیہ غریب اپیل کا روپیہ کہاں سے لاتا چپ ہوکے بیٹھ رہا۔ میعاد گزر نے پر جو کچھ تقدیر میں لکھا تھا پورا ہوا۔

حاکموں اور وکیلوں کی ماتا چنتامنی صاحب کے پیٹ میں گھس گئی ہے۔ ذرا ہمیں بتائیں کہ یہ ڈلیبرٹ ریسکلتی ہے یا نہیں۔ یہ عذر کوئی شخص مشکل سے باور کریگا کہ مضبوط پہلو جو مدعا علیہ کے موافق اور انصاف سے بہت نزدیک تھے عالم فاضل حاکم صاحب کو سوجھے نہیں بیچارے بھولے تھے قیاس لگائے۔ ڈگری دے دی۔ اگر ہمیں با انصاف ہمدرد حکومت میسر ہوتی تو ہم مطالبہ کرتے کہ ہر مقدمہ جب چھڑے تو پنچ ہر قسم کی جنبہ داری سے اجتناب کرنے کا حلف اٹھائے۔ رہگئی حاکموں کی لیاقت جو امتحان پاس کر کے باوجود حماقت کرتے ہیں



جان بل: مسودہ تم کیا اور تمھاری ... کیا۔ لیکن جو ہم کہیں وہ مانو۔
غلام ہندی: بہت خوب حضور۔ بہت بجا!! بہت معقول!!! آمنا وصدقنا۔

ہو گئے ہین اور سکا علاج مرض کے ظاہر ہو جانے پر بجز موقوفی کے اور کیا ہے۔ فوجداری۔ مال و دیوانی غرضکہ جتنے قانون آج جاری ہین ان مین اور نہین خدا کے فضل سے انصاف کی بہ نسبت حصول زر زیادہ عزیز ہے اسلیے یہ امید کہ مذکورہ صدر رقومات سے انصاف کو مدد ملیگی فضول ہے۔ لیکن حد سے زیادہ مصیبتین جو ایک مظلوم کو ہمیشہ برداشت کرنی پڑتی ہین کم ہو جائینگی "ریسکتی" اور اسی حد تک ہاتھ پانو پھیلائیگی جسقدر کہ قوانین کی طبیعت اور نیت تحریک کرتا ہے کہ جب حکومت انصاف کی دوکان رکھتی ہے تو انصاف آخرشہ بکاؤ ہو جاتا ہے۔ انصاف ایک حکومت کے قیام کی علت غائی ہے اور اسکی قیمت مقرر ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہی مین رشوت لینے والے حکام سے اگر کسی کو عہدہ یا بھی تھا تو وہ بالکل ہلکا ہوتا تھا۔ نہ اوس سے استغاثہ کرنے مین کوئی دقت ہوتی تھی۔ اب دو ہم ضمن تحریر مین پھنس جاتا ہے یعنے انصاف کی نقد قیمت (کورٹ فیس) ادا کی ہر شخص بیٹیان بر عین انصاف کے دلالون (وکیلان) کی فیس ادا کی۔ عملہ والون کو منہ بھرائی دی۔ چپراسیون کو نذر دکھائی۔ اور پھر بھی بقول بوالعجبین کے نہ خاک ہاتھ نہ خاک پلے۔ اگر حاکم صاحب کے سنگدلانے مین بھی دانہ کم ہوا اور وہان سے لاڈ کی صدا بلند ہوئی تو یہ آفت بالائے آفت ہو جاتی ہے۔ جو جیتا وہ ہارا اسلیے کہ زر دعوے تو کچہری کے فرشتے وارث حقیقی بن کے چٹ کر گئے۔ جو ہارا سو مرا اسلیے کہ ملنا ملانا تو درکنار رہی سہی پونجی کو آوپیرون کچھ گھر سے لیجاؤ۔ پھر اگلے زمانے مین رشوت چوری چھپے لی جاتی تھی اب رشوت کوئی فلسفہ نہین ہے۔ قانون مین رشوت کی سزا معین ہے لیکن رشوت لینے والون کی نگرانی کرنے والا ایک بھی دکھائی نہین دیتا حکومت کی ذمہ داری ہرگز قانون بنا دینے تک ختم نہین ہوتی۔ اگر اتفاق سے کوئی شکنجہ مین پھنس گیا تو سو ہو سے یہ گنہگار کسی بتیل گھوٹنے کی عدالت کی اخواہ وہ افسر چھوٹا ماتحت ہر منت ہوگی۔ مختصر یہ کہ پابندیان بڑھ جانے سے رشوت اور دوسرے مظالم مسدود نہین ہو سکتے۔

اسکے علاوہ ایسے مقدمون کا دوبارہ تلاش کا احتیاج نہین جنہین اپیل کی کچہری نے مجوز اول کی خامکاری پر تشدد کیا ہے۔ مگر ایسا حکمہ کوئی نہین دکھائی دیتا جو ان خامکاریون پر مجوز اول کو آنکھین دکھلائے وہ تو اپنے اجلاس کا مختار مطلق ہے۔ بغیر کسی معقول وجہ کے طوالت بھی دے سکتا ہے۔ گواہ لینے سے انکار بھی کر سکتا ہے۔ گواہ کے بیان مین کتر بیونت بھی کر سکتا ہے لہذا مرافعہ کی کچہری لاکھ نکتہ چینی کرے مجوز اول کا رونگٹا میلا نہین ہوتا۔

دوکانداری کے واسطے تلبیس ضروری ہے۔ ڈبل پیسے کی تمیل اعلےٰ درجے کی دوکان اور حسین جمال کے چمکتے گلاس کیس مین جاکے چار آنے کی ہو جاتی ہے جنس انصاف کی دکان رکھی گئی ہے تو اس مین بھی تلبیس ہونی لازم ہے۔ جس طرح اس دو پیسے کی تمیل نے چار آنے خریدار کی گرہ سے نکلوا لیے ٹھیک اسی طرح جنس انصاف بھی اپنی حقیقت تزئین کے دام خریدار ہی سے وصول کر لیتی ہے۔

باقی آئندہ

راقم۔ فلاسفر

موتیا بند یعنے تبصرۂ شعر الہند

(مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۲ء)

ہمارے مصنف شعر الہند صاحب لکھنؤ کی شاعری سے ایک شکایت یہ بھی رکھتے ہین کہ وہ "سیر حاصل غزلین لکھتے ہین جنکی انتہا بسا اوقات دو دو سو شعر اور چودہ غزلہ تک ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام قافیون کو باندھنا پڑتا ہے اور اس طرح بہت سے مبتذل مضامین پیدا ہو جاتے ہین" "سیر حاصل" کے معنی آج ہین کیے۔ خدا جانے یہ کیا ہے اگر یہ مطلب ہے کہ اور سنگلاخ سنگلاخ زمین اونہون نے اختیار نہین کی تو بے شک یہ اعتراض بجا ہے۔ اور خوش قسمت ہین وہ لوگ جن پر اس قسم کے اعتراضات کیے جائین۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ اونہون نے قافیے تلاش کیے اور جس قسم کا قافیہ ملا اوسپر طبع آزمائی ضرور کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی طرح کی چار چار غزلین دیوان مین جمع ہو گئین تو بندہ پرور یہ عیب نہین ہے اور جسکی نظر مین یہ عیب ہو اوسے اپنی علمی آنکھ تیز کرانی چاہیے۔ کسی عامی کے "مبتذل" کہہ دینے سے کوئی چیز مبتذل نہین ہو جاتی۔ جب جدت کی جانب طبیعت کا رجحان ہوتا ہے ہمہ گیری مقصود ہوتی ہے تو یہی ہوتا ہے۔ مصنف صاحب نے آتش کا یہ شعر مبتذل مضمون کی مثال مین پیش کیا ہے ؎

بوسہ بازی سے مری ہوتی ہے ایذا اونکو
سکہ چھاتے ہین جو ہوتے ہین سہاسے پیدا

حضرت سخن فہم ہوتے تو مین کچھ پوچھتا مگر اب تو تصور نظر کا نسخہ لکھتے ہے لہذا عارض مدعا ہون کہ جناب عاشق و معشوق کے محبت نامہ پر توثیق کی مہر ثبت ہے۔ فارسی عربی شاعری کی نقالی جب سے اردو مین ہوئی اوسی وقت سے بوسے کی فلاسفی پر بحث شروع ہو گئی۔ اب آپ تلاش کیجیے کہ یہ ... انکار بھی کسی شاعر نے آجتک نظم کی ہے؟ اور اسکے بعد غور فرمائیے کہ واقعیت کے حدود مین شاعر کا خیال رہا یا باہر نکل گیا۔ مساموں مین ... کا خیال جیسے ہے اور اس واقعہ کے اظہار سے مضمون مبتذل کیونکر

ہو گیا؟ اوستاد غالب مرحوم فرماتے ہین ؎

دھوتا ہون مین جو پینے کو اوس گلبدن کے پاؤن
رکھتا ہے میری ضد سے وہ باہر لگن کے پاؤن

اس شعر مین اونھون نے ایک ہندوانی رسم پر شاعرانہ توجہ فرمائی ہے۔ اس مین پاؤن ردیف ہے بدن لگن قافیہ جسقدر دقت و رسائی ذہن اونھون نے اس مطلع مین دکھائی ہے اوسکی داد شاعر ہی دے سکتا ہے۔ کوئی ہیئت والی عورت اگر یہہ کہے کہ "اے ہے میرا تو جی متلاتا ہے۔ خدا کے لیے پاؤن دھوکے پینے کا ذکر نہ چھیڑو" تو اوسکے چڑھنے پر شاعری کی محنت قربان نہین کیجا سکتی۔ جس حسن کے ساتھ اونھون نے یہہ مطلب ادا کیا اونھین کا حصہ ہے۔ ہین کوئی صاحب جو "نہاتے" اور "پاؤن دھوکے پینے" کا مضمون اس حسن سے نظم کردین؟

شاید کوئی مشغل کن ذہن زاہد خشک یہہ کہے کہ ان دونو اوستادون نے ایسے مضامین پر ذہنی قوت بیجا صرف کی تو ہم اتنا ہی کہینگے کہ وہ شاعری سے نابلد سمجھین گے۔ شاعر کا یہی کام ہے کہ جو چیز سامنے آجائے اوسپر اپنے ذہنی تصرف کا تماشا دکھادے ورنہ قدرت کلام کا دعوے نہ کرے۔ شعراے اس قسم کی فرمائشین ہوتی تھین اور وہ جدت ذکا و جدت طبع کا امتحان دیکے داد لیتے تھے۔

اگر حضرت مصنف کے ہم خیال اوس زمانے مین دو چار بھی ہوتے تو لفظی و معنوی خوبیون اور صنعتون سے آج زبان اردو خالی نظر آتی۔ خسرو دہلوی کی پہیلیان سنیے پہیلیان سے کون واقف بھی ہوتا۔ کہہ مکرنی ایک قسم کی پہیلی ہوتی ہے جس مین سننے والے کا ذہن تبادر کسی اور طرف ہوتا ہے اور کہنے والے کا مطلب کچھ اور حضرت مصنف اوس زمانے مین ہوتے تو فرماتے کہ مضمون مبتذل ہی نہین بلکہ فحش بھی ہے۔ پنکھے کی مشہور کہہ مکرنی ہے ؎

آپ ہلے اور مجھکو ہلائے
اوسکا ہلنا من کو بھائے
ہل ہل کے ہوا اتر نکھا
اے سکھی ساجن! نہین سکھی پنکھا

حالانکہ سچ پوچھیے تو جیسے ان سے بیکار غیر واجبی کے اعتراضات ہوتے تھے ویسے ہی ون سے اردو کی ترقی مین بڑا لگ گیا۔ اب مین کوئی اسناد کی [illegible] نہین آسمان [illegible]

مین کوئی مطبوع ایجاد کرے۔

علے ہذا القیاس آتش کا دوسرا شعر ؎

لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن ہوتی
رس سے شکر ہوئی شکر سے نبات پیدا

ارباب سخن غور سے ملاحظہ فرمائین کہ نبات سے کے تفسیر شاعر کے خیال کا تصرف علاوہ اس مضمون کے کسی دوسری طرح بھی ہو سکتا ہے؟ خصوصاً اس قید کہ شاعر ہے متقاضی ہاتھ سے جانے نہ پائین۔ لب معشوق کو شکر و قند و شہد و عناب کہنا شاعرون مین عام دستور ہے کچھ یہان پر موقوف نہین عرب کے شاعر تو لعاب دہن زلال کو عسل کہتے اور اوسکی شیرینی پر مکھی کی طرح فریفتہ ہین آتش مرحوم نے "رس" کے انقلاب ماہیت کی عاشقانہ تعلیل کی ہے کہ رس سے شکر اور شکر سے نبات تک لب معشوق کے مقابلے کے شوق مین ترقی کی پھر بھی ذائقہ لب معشوق کا مقابلہ نہو سکا۔

اس طرح رند کا یہہ شعر ؎

مجنون کو کسقدر سنگ طفلان عزیز تھا
ویرانے مین جو مر کے گئے گور مین

محل کلام ہے۔ حالانکہ شاعری کے محاسن بوجہ اتم اس مین موجود ہین یہہ مشہور واقعہ ہے کہ سنگ طفلان کا منہ قیس نے گور مین سے کے چوما تھا۔ رند مرحوم نے اسی تلمیح کیجانب اشارہ کرکے "تو" کے محل استعمال کو ناجائز قرار دیا ہے گویا سنگ معشوق کے جناب مین بھی گستاخی شریعت عشق مین ناجائز ہے۔ گئے کو تو تو کہے جانے کا دستور ہے۔ اور تو کار خلاف ادب و آداب ہے۔ چنانچہ غالب مرحوم فرماتے ہین ؎

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھین کہو کہ یہہ انداز گفتگو کیا ہے

"مبتذل" کہنے والے اگر خود نافہمی سے شرم آتی تو یہہ کتاب ہی کیون پیدا ہوتی۔ مگر کہے سنے سے اکثر ڈھلمل یقین آدمی اپنی راے بدل دیتے ہین اسلیے ہمنے ابتدائی چند اشعار پر جو اعتراضات تھے وہ دفع کر دیے۔ دیگر اعتراضات کا حال بھی کچھ ویسا ہی سمجھنا چاہیے۔ ابتذال کا اعتراض اہل لکھنؤ پر نہایت بیباکی کے ساتھ مختلف طریقون سے [illegible]

ہر عنوان مین ادبی موتیا بند نمایان ہے۔ چنانچہ فرماتے ہین:-

"شعراے لکھنؤ کے کلام مین روحانی جذبات بہت کم پائے جاتے ہین اور اونکی جگہ معشوق کے خارجی اوصاف و لوازم مثلاً زلف و کاکل و خط و خال، انگیا کرتی، دھوم وغیرہ کا ذکر اس کثرت سے آتا ہے اور اونکے کلام کو پڑھکر تغزل کا لطف بہت کم حاصل ہوتا ہے"

مثلاً ناسخ ؎

وہ دہ چا تو بیابان کا — ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا
گیا ڈسی گل کی یہہ سواری ہے — نکہت گل دھوان ہے مشعل کا
آتش ہی سے آنکھ سینکتے ہین — گیا زمستان مین کام مشعل کا
لکھون ناسخ جو وصف چشم سیاہ — ہو سیاہی مین نور کہ جل کا

اس اعتراض مین موتیا بند کے لوازم بہت سے شامل ہین:-

(۱) روحانی جذبات کی کمی۔ تمام کتابین اصول شاعری کی دیکھ ڈالین مگر تغزل کا گنجینہ بجز "روحانی جذبات" کے ساتھ ڈھونڈھیے نہ ملا لفظ "روحانی" تو خیر روح مین "آنی" ملا دینے سے کسقدر سمجھ مین آگیا مگر جذبات نہ اہل علم کے بولنے کے قابل لفظ ہے نہ اوسکے ایسے معانی کسی لغت یا تعریفات و اصطلاحات کی کتاب مین موجود ہین جو اس مقام پر لگتے مگر لگانے سے صحیح و قابل فہم ہون۔ یہہ تو جہلائی ایجاد کی ہوئی اصطلاح ہے اور واللہ نہایت مبتذل اصطلاح ہے۔

(۲) تغزل روحانی کیفیات کے اظہار پر ہرگز موقوف نہین لہذا جو اتنا بھی نہین جانتا کہ تغزل کسے کہتے ہین اوسے لطف ہی کیا آئیگا جسنے سنا ہے کہ قرآن گوش کے کان مین یاسین پڑھی جائے تو اوسے بھی لطف تغزل حاصل نہین ہوتا۔

(۳) روحانی جذبات کسی شعر مین بطور مثال پیش کئے جاتے جو شاید ضمیمہ اعتراض سامع کے ذہن نشین ہوتا۔

(۴) زلف کاکل خط خال انگیا کرتی اور دھوم کے بعد "وغیرہ" شاید اس لیے لکھ دیا ہے کہ مثال مین جو اشعار ناسخ مرحوم کے لکھے گئے ہین وہ الفاظ مذکورہ سے بالکل



بی انڈیا: جہاں میں جانے تمہارے روز کی لڑائی۔ کہ ٹوٹی جاتی ہے۔ کہاں تک بوجھ اٹھائے؟

جان بل: بڑی بی تم ہو ناحق گھبراتی۔ تمہیں بوجھ اٹھانے کی عادت ہے۔ یہ بھی عنایت کی گٹھری ابھی لادو۔

خالی ہیں۔ اور جھنک لگانے سے بھی آنکھوں والوں کو دکھائی نہیں دیتے۔ موتیا بند والے کا تو کیا ذکر۔

(۵) گل بلبل اور دیگر موجودات شعرا کے پیش نظر رہتے ہیں آجکل انکی جگہ پہاڑوں اور سبزہ زاروں نے حاصل کرلی ہے۔ پہاڑ کے تذکرے سے "روحانی جذبات" کی رگ پھڑکنے لگتی ہے اور گل وبلبل سے طبیعت نفرت کرتی ہے تو یہ حسن مذاق ہے کوئی منع نہیں کرتا پہاڑیوں کے اونچے کب شوق سے ملاحظہ فرمائیے جس لطیف پرواز سے اگلے شعرا نے دھوپ ہوا چاندنی سبزے گل و ریا کوہ صحرا کا ذکر اپنے کلام میں کیا ہے انشاء اللہ اوس سے بہتر پرواز حال کے شعرا کو نہ سوجھیگا۔ یہ بھی یاد رہے۔ اگر چشم علم سے نزول یا عصبیت دفع ہو جائے تو ان شعرائے [illegible] آج حضرت مصنف اپنے مجموعہ پوچ میں بہت نازاں ہیں انکوں کی سحر نگاری کے مقابلے میں یقیناً ہیچ نظر آئینگے۔

(۶) یہ نمونہ طرز بیان جو غالباً حضرت مصنف کے روحانی جذبات کو [illegible] معلوم ہوگا اور جسکا نشان تغزل شکن آرا سے سینہ گدازی ہے انکوں کے تصانیف میں موجود نہیں ملاحظہ ہو (منقول)

"ابتدائے آفرینش کے دوسرے روز۔۔۔۔ جبکہ جناب کی [illegible] خب کی [illegible] وادی [illegible] ہوگئیں۔۔۔۔ [illegible] کے قریب سے [illegible] کبھی نسیم [illegible] کے غیر محسوس [illegible] ہو کر [illegible] کی [illegible]۔۔۔ تو کبھی [illegible] وقت کی [illegible] ہو کر [illegible] کی کوشش کرتی۔۔۔ [illegible] زندگی کا [illegible] خوش [illegible] کا ایک [illegible] رہتی۔

غرض چمنستان عالم کے [illegible] حسن ہیں۔۔۔۔ الخ

آہ سے [illegible] ــــ الخ

ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اگلے زمانے میں ایسی روح [illegible] روحانی جذبات۔

باقی آئندہ

راقم [illegible]

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"غلط فہمی"

ایک خدمتگار سے کوئی قصور ہو گیا آپ جانتے اگلے زمانے میں آقا اپنے خدمتگار کے جان مال کے مالک حقیقی ہوتے اور بے تکلف جس طرح چاہتے خدمتگار کو استعمال کرسکتے تھے۔ قصور پر آقا کو غصہ آیا۔ فرمانے لگے مار منہ پر تھپڑ۔ خدمتگار غریب دم بخود چپ کھڑا رہا دوبارہ حکم ملا سہ بارہ حکم ملا آخر ڈرتے ڈرتے آگے بڑھا اور ڈھیلے ہاتھ سے آقا کے بائیں گال پر چپت لگا دی۔ حضور متحیر ہو کے پوچھنے لگے "ابے یہ کیا!" جواب ملا کہ خداوند آپ ہی نے تو کہا تھا فرمایا:—

ابے مطلب یہ تھا کہ ہمارے منہ پر تھپڑ مار قصور کرے تو اور سزا اٹھے ہمیں!

درحقیقت دونوں سے غلطی ہوئی آقا نے "اپنے" گال کی تفصیل نہ کی۔ خدمتگار اپنے نفس کو سزا کا مستحق نہ سمجھا اور تین دفعہ غور و فکر کے بعد بھی سیلی کے لائق آقا ہی کا گال نظر آیا۔

ان لوگوں کی بے وقوفی میں کیا شک ہے جنہوں نے ۱۹۲۱ء کے اس رزولیوشن میں الفاظ مبہم رہنے دیئے۔ "خاص مدافعانہ مقاصد کے علاوہ ہندوستانی فوجوں کو بطور قاعدہ سرحدات ہندوستان کے باہر نہ بھیجا جائے" (عبارت تجویز منقول از ریاست دہلی) کیا معنی کہ خاص مدافعانہ مقاصد کا تعلق مقاصد ہند و مقاصد برطانیہ سے یکساں ہے۔ دوسرے یہ کہ بطور قاعدہ کی قید بھی دیتی ہے۔ اسکے یہ معنی بھی نکلتے ہیں کہ بطور قاعدہ مستمرہ نہیں تو غیر معمولی طور پر تحت ضرورت و تعجیل کے وقت فوجیں ہندوستان سے باہر بھیجی جاسکتی ہیں پس یہ ایک ایسا طمانچہ ہے جو گال کا امتیاز نہیں کرسکتا۔

جو لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ بعد اس تجویز کے پاس ہو جانے کے چین کے خلاف ہندوستانی فوجیں کیوں بھیجی جاتی ہیں وہ بھی اوس خدمتگار سے کم بے وقوف نہیں ہیں۔ جبکہ ہماری سرکار سلامتی سے ایسی بے وقوف نہیں جو ہمیشہ وعدے کی پابندی کرتی ہے اس قسم کا وعدہ کرے جو پورا نہ ہو سکتا ہو۔ مغرور ہندوستانی اپنے دل میں سمجھتے ہیں کہ ہم خادم ہند ہونے کی حیثیت سے ہمارے خدمتگار اور ہم وطنے آقا ہیں۔ پس یہی خدمتگار خاص کا اثر اگر اپنے نازک رخساروں پر محسوس فرماتے ہیں۔ گال جلا گیا ہو تو اپنا پاس کرایا ہوا مبہم رزولیوشن یاد کرکے گال سہلائیں اور کہیں غلط فہمی ہوئی! غلط فہمی ہوئی!! غلط فہمی ہوئی!!!۔

اول تو غلط فہمی کے اقرار ہی سے دل کو تسکین ہوجائیگی اور کچھ کسر رہ گئی تو یہ الفاظ کہ فوجیں چین میں [illegible] کرنے گئی ہیں لڑائی بھڑائی کا ارادہ نہیں ہے دل مضطرب کی دھڑکن مٹانے کے لیے کافی ہیں۔

تماشا ہے کہ حیوان پر اثر ہے رعب انسان کا

سنتے ہیں کہ مختار کل ریاست اطالیہ سائنر مسولینی صاحب نے اپنے کمرے میں شیر کا جوڑا پال رکھا ہے۔ اونکا قول ہے کہ بسا اوقات جانور بہ نسبت آدمیوں کے زیادہ دلچسپ ہوتے ہیں۔ دلچسپی کا حال تو جب کھلے جب کوئی جنگلی جوڑا شیر مقابل ہو۔ یورپ کے شیر بھی مہذب ہوتے ہیں

داؤں گھات سے لڑتے ہیں۔ ہاتھا پائی نہیں کرتے۔ ایک ان راتب ملے بس ان در دنو۔ تماشاگاہ میں مسولینی صاحب فرماتے رہے ہوں۔ یہ دلچسپ شیر کھلے بندھنوں کرے میں ٹہلتے پھرتے ہوں تو بسا اوقات کی دلچسپی "ہمیشہ کی دلچسپی" سے بدل جائے اور تماشہ بچانا چھوڑے۔

گمان ہے کہ یہ دلچسپی شیروں کے آئینہ قلب سے اوچٹ کے حضرت مسولینی کی لوح تخیل پر منعکس ہوئی ہے۔ شیر بیچارے دل میں یہی کہتے ہونگے کہ بسا اوقات جانوروں کی صحبت سے بیوقوف انسانوں کی صحبت زیادہ دلچسپ ہوتی ہے۔ دعغا صحیح۔

بائیں ہاتھ کا کھیل

بمبئی سے خبر اڑی کہ ایک صاحب عزیز الملک ابوالفیض ندوی مسلمان سے ہندو ہو گئے۔ ندوے کے سکریٹری صاحب بعد تحقیق اعلان فرماتے ہیں کہ اس نام کا طالب علم ہمارے رجسٹر میں درج نہیں ہے لہذا وہ ندوی نہیں ہو سکتا۔ مگر اصلی حقیقت پھر بھی مخفی ہے کیا معنی کہ جس طرح انگریزی پڑھے ہوئے حسن علی سے "سینیلے" محمد تقی سے "ایم تاکی" ہو جاتے ہیں اسی طرح عربی کے طالب علم بھی میاں گھچو پسر پیر انداد سے ابن الاحرار ابوالغفران تمدان الملت مولانا غفور علی قریشی تیمی صدری چشتی قادری بعلبلی ابن محی الملۃ والدین حضرت مولانا محمد قمر صاحب قدس اللہ سرہ مدظلہ بن جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ عظیم الشان دُنبالہ اسم غریب پیر انداد نے کبھی خواب میں نہ دیکھا ہوگا۔ لہذا یقینا میاں گھچو نے نام رکھنے کا حق والدین سے چھین کے خود حاصل کر لیا۔ پھر جب نام بدلتے دیر نہ لگی او سے مذہب بدلتے کیا دیر لگی ہوگی۔ ایک تھا کہار قدرت نے جیت پہاڑ کے دولت عنایت کر دی مگر اگلے پیشہ کی بدولت کندھوں کے گھٹے سوار دوش تھے۔ نوکر انھیں نہلانے لگا تو اسے حیرت ہوئی کہ اتنے بڑے رئیس اور کندھوں پر ڈولی بہنگی پینس اوٹھانے کا نشان! یہ آخر یہ ماجرا کیا ہے۔ کہار صاحب حیرت کی وجہ تاڑ گئے۔ کہنے لگے کیا بیر نیابت ہے۔ ارے یہ رکاب دوال کے گھٹے ہیں۔ نہیں کھل اگر رکاب دوال کے گھٹے اور پالکی کے کندھوں پر سوار ہو جاتے تو اور بات۔ کہ لیتے ہیں تو ندوی۔ کی نسبت آپ کا رب وُدال کا گھٹا سمجھئے۔ نسبت خاصی شہود ہے۔ اور ستی کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

حجامت کا نخرہ

ہمعصر ہمدم ناقل ہے کہ انگلستان کی ایک ہشتاد سالہ سہاگن ستاون سال سے خاوند کی چند بار کچھ ایسی مہربان ہیں کہ کسی غیر کو میاں کی حجامت نہیں بنانے دیتیں۔ اپنے ہاتھ ہی سے مونڈتی ہیں۔ اصل تو یوں ہے کہ دنیا میں یہ حق اہلیہ محترمہ ہی کا ہے اگلی خلق خولی مہربانی اکثر بال صفا صابون کی خدمت انجام دیتی ہے۔ کتنے ہیں جن کے سر پر چند اعلامت کفایت شعاری موجود نہیں۔ مگر تفصیل مطلوب ہے کہ کاہے سے بال صاف کرتی ہیں۔ آہن سے یا چری ہرن کھرن سے؟ مدہ حجامت کا اوزار تو وہی ہے جسے چٹ یا خوب پہچانتی ہے اور جس کے خدمات صبح دیکھتے ہیں نہ شام۔ نازل ہو جاتے ہیں۔

اطلاع قبل از وقت

اودھ پنچ ایک ہفتہ بھی ناغہ ہوتا ہے تو ہمارے مہربانوں کو ایذا ہوتی ہے۔ نیاز مند اڈیٹر کی طبیعت درست نہیں۔ اطبا کہتے ہیں کہ ایک ہفتہ سکون ضروری ہے۔ آئندہ ہفتے یا اس مہینے کے آخری ہفتے آرام کرنے کا ارادہ ہے۔ لہذا اگر کوئی پرچہ اپنے مابعد کے ساتھ ضم ہو جائے تو کوئی شکایت نہ کیجئے۔ مجبوری کا نام شکر ہے۔

المختصرات

چین کے بارے میں ہاں ہاں اور نہیں نہیں نہیں کا اعلان موجود ہے تجربہ ہے کہ اگر عورت کو رعشہ کا مرض ہو تو لب تو سر او پر نیچے جنبش کرتا ہے یہ تو ہوئی ہاں ہاں۔ اور اگر مرد کو رعشہ ہوتا ہے تو گردن دہنے بائیں ہلتی ہے۔ یہ ہے نہیں نہیں۔ تاڑنے والوں کا خیال ہے کہ چاہے گردن کسی طرف ہلے۔ رعشہ ضرور ہے۔

افواہ ہے کہ آزادی خواہ چینیوں نے شنگھائی پر چڑھائی کر دی خالی چڑھائی نہیں بلکہ اوترائی بھی کر دی یعنی سہم فتح کر لی اور یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جاتی ہے کہ انگریزی فوجیں کمین اور لیس الینگی سے

سنا ہے اونکے کوچے میں پچاگا فیر کا مدفن
جو یہ سچ ہے تو ہم اپنا ابھی بستر اوٹھاتے ہیں

واہ! لارڈ ولنگڈن بھی بڑی سوجھ بوجھ کے آدمی ہیں واللہ ہندوستانیوں کے دل کی بات اونھوں نے کہہ دی۔ فرماتے ہیں کہ ابھی اگر ہم ہندوستان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ اپنے ہاتھ منہ کے ہو جائیں تو وہ منہ میں رو لینگے۔ سو لیجئے ابھی آپ یہاں سے تشریف لے جائیے۔ کی آمدی کی بیر شدی۔ کچھ دن تو اور تشریف رکھیے۔ گویا منفی طریقہ سے یہ کہنا مقصود ہے کہ ہم لوگوں نے ہندوستانیوں میں یہ مادہ پیدا نہیں ہونے دیا۔ اے حضرت خود ہی خواب دیکھا اور خود ہی تعبیر دیا تو یہ دستور ہے کچھ نئی نہیں۔

بسنت اور ہولی مدغم ہو گئی سنتے ہیں کہ مزار حضرت شاہ مینا پر بسنت کا جلسہ تھا اس وقت کسی نے ہجوم میں گولا پھینکا یا گر پال میں غلط لاچار آدمی زخمی ہوئے۔ اگلے بسنت بیچ آگ کا کھیل شروع ہو گیا۔ خدا خیر کرے۔ اب نہیں معلوم کہ آگ دلوں سے جڑکی یا سوئے اتفاق کا بس چل گیا۔ سنتے ہیں کہ ایک آدمی اچھی طرح اینٹ میں بنا شاید زخمیوں میں ایک کانسٹبل بھی ہے۔ مگر کانسٹیبلوں کو گھر کے زخم کی عادت نہیں ہوتی۔

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

طلائے عنبر ... [illegible]

[illegible] ... اعصاب کو طاقت پہونچانے ... میں ... دیگر کو طاقت ... پیدا کرتا ہے۔ قوت مردمی کی نایاب دوا ہے جسکی تعریف حد توصیف سے باہر ہے ایک جلیل القدر طبیب کا قول ذیل کے شعر میں نظم کیا گیا ہے ... [illegible] ... دوا ہے قوی ممسک بے مثل ہے۔ سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے قیمت فی بکس ... [illegible]

ماءاللحم عنبری دوآتشہ ... [illegible]

[illegible] ... تیار کیا گیا ہے ... ہندوستان میں ... [illegible] ... خاص طور پر تیار کیا ہے ... ادویات سے ... تیار کیا گیا ہے ... [illegible] ... تقویت بخشنے والا ہے قوت مردمی کو بڑھانے والا اور ممسک ہے رقت و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔

فی بوتل پانچ روپیہ (ﮬ)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس ... مفت

طلائے ... [illegible]

اعصاب کی تقویت میں ... طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگوں نے اپنے ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے خلاف فطرت افعال کی وجہ سے ... ہوگئی ہوں اُن کے واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے تھوڑے عرصہ میں اپنا فائدہ دکھاتا ہے۔ مایوسوں کی اُمید کو بر لاتا ہے ... [illegible] ... اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (ﻌﮧ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

[illegible] ... قوت ... ہے خون کو بڑھاتی اور حرارت ... پیدا کرتی ہے ... حرارت ... [illegible] ... امیدوں کی ... جوانوں کی طاقت میں تیزی پیدا کرتی ہے آجتک سیکڑوں مرد اور ... اس سے صحت یاب ہوچکے ہیں۔ اگر باقاعدہ طریقہ پر ... استعمال کی جائے تو قوت امساک میں بھی ... قیمت فی بکس ... [illegible]

پانچ روپیہ (ﮬ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہوسکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے۔

فہرست کلان مفت طلب فرمایئے	مینیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ	فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے

ضعیفی دور کرنے کی تدابیر

مع ۴۲ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہیں سکتا لیکن امریکہ کے ... نے ضعیفی دور کرنے کی ترکیب نکالی ہے ... [illegible] ... قبض کی شکایت اور ... دیگر بیماریوں کا ... کس طریقہ پر حرکت دینا چاہیے اسکے واسطے کتاب میں ... تصاویر ہوئی ہیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں پڑتی یہ کتاب ... بیماریوں کے واسطے نہایت مفید ہے ... [illegible] ... فائدہ حاصل کیا ہے ... اس کتاب کے بموجب عمل کرنے سے بڑھاپا دور ہوسکتا ہے۔ اس کتاب کی صفت دیکھتے ہوئے ... قیمت صرف ... [illegible]

ملنے کا پتہ سکھ سنچارک کمپنی متھرا

طاقت سے ہی فتح

[illegible] ... تمام ... طاقت ... [illegible]

آتنک نگرہ

[illegible] ... چوک۔ لکھنؤ

کشمیری لذت النسا باتصویر

[illegible] ... تعویذ محبت ... تعویذ حب ... [illegible]

اعجاز زاہدی ... [illegible]

قیمت ... محصول۔

... کمپنی پوسٹ نانوتہ ضلع سہارنپور

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو ... [illegible] ... کا ساتھ ... قیمت ... ہر جگہ بکتا ہے۔

دورد گج کیسری ... [illegible] ... قیمت ...

بال سدھا ... [illegible] ... قیمت ...

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو۔

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب	بال بہار آفس۔ چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندرچند اینڈ کو لکھنؤ

... [illegible]

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے اور

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو میں

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی راگنی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنکے نقل کی گئی ہین۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایۂ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حصہ اول کی دو جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔